۱۔ 1944 تک ''انجمن اسلامیہ بلتستان'' کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوتے رہے۔

۲۔ 1950 سے 1953 تک اسی ''انجمن'' کی صدارت کے فرائض انجام دیے۔

آپؒ کی دعوتی وتبلیغی زندگی میں نمایاں صفت فن مناظرہ اور حاضر جوابی تھی۔موقع بہ موقع اصحاب کرامؓ کے فضائل بیان کرتے اوران کے درمیان دشمنی کی داستانیں گھڑنے والوں کومنہ توڑ جواب دیتے تھے۔

۳۔ 1947ء میں پاکستان اور بھارت کے مابین سیز فائر کے بعد منتظمہ کمیٹی علاقہ کیریس کے نائب صدر منتخب ہوئے۔

ایک بار آپؒ کو دیکھ کر محلّہ گون کے لوگوں نے کہا: وہابی منافق آرہا ہے۔آپ یہ سن کران کے قریب جا بیٹھے اور کمال متانت کے ساتھ فرمایا: ''اب میری بات سنیں اور فیصلہ کریں کہ مسلمان کون ہے اور منافق کون؟ طبری کی کتاب ''الاحتجاج'' میں ہے کہ جب پوری دنیا میں اصحاب بدر کی تعداد کے برابر (۳۱۳) پکے سچے مؤمن شیعہ پیدا ہوں گے تو امام منتظر ظہور فرمائیں گے۔ واضح ہوا کہ پوری دنیا میں آج تک اتنی تعداد کے صحیح شیعہ مؤمن پیدا نہیں ہوئے ہیں۔اب آپ کس کو منافق اور کس کو مؤمن کہیں گے؟!'' یہ بیان سن کر لوگ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

فن مناظرہ میں حظ وافر رکھنے کی وجہ سے علمائے بلتستان نے آپ کو ''ابو البرہان'' کے لقب سے نوازا تھا۔غواڑی کے بزرگ بھی آپ کے پرجوش و پرمغز خطبوں کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن حنیف مدظلہ کا بیان ہے کہ موصوف ہمیشہ ڈائری ساتھ رکھتے اور راہم واقعات اور دعوت وارشاد کے لیے کارآمد دلائل وحوالہ جات نوٹ کرتے رہتے تھے۔

۴۔ مولانا صاحبؒ دارالعلوم بلتستان غواڑی کی طرف سے حاجی خلیل الرحمٰنؒ کے ابتدائی دور میں مغربی پاکستان کی طرف واحد سفیر تھے۔پہلی بار آپ نے مبلغ 1800 روپے چندہ کرکے پیش کیا تو حاجی صاحبؒ اتنے ''زرکثیر'' کے حصول پر بطور تشکر سجدہ ریز ہوئے اور فرط مسرت سے آبدیدہ ہوگئے۔پھر آپؒ حاجی مرحوم سے مخیّر حضرات کے پتے لے کر 1959 میں باضابطہ طور پر پنجاب تشریف لے گئے۔مولانا داؤد غزنویؒ وغیرہ مقتدر علماء اپنی تصدیقات دینی رسائل و جماعتی مجلّات میں شائع کرتے تھے۔(مثلاً دیکھیے مجلّہ ''**الاعتصام**'' فروری 1959ء)

جسمانی حلیہ: آپؒ وجیہ چہرہ، لمبی اور باوقار داڑھی اور بلند قدوقامت کے مالک تھے۔

وفات حسرت آیات: مولانا خلیل الرحمٰنؒ کی خودنوشت سے محمود احمد مفکر کی نقل کے مطابق آپؒ کی تاریخ وفات یکم ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ ہے اور ظاہری سبب مرض ذات الجنب تھا۔جبکہ مولانا عبدالرحمٰن محمد علی صاحب مدرس مدرسہ نصرت الاسلام کیریس نے مولانا رحمہ اللہ کے بیٹے خالد کے حوالے سے بتایا کہ ۱۸/ذی الحجہ بمطابق ۳۰ جون ۱۹۶۰ء کو سول ہسپتال سکردو میں آپ کی وفات واقع ہوئی۔﴿انا للہ و انا الیہ راجعون﴾ آپؒ کے لواحقین میں دو بیٹے، دو بیٹیاں شامل ہیں۔

طب وصحت

الحجامة (سینگی لگانا)

راشد صدیقی

سینگی لگانا علاج کا ایک قدیم اور آزمودہ طریقہ ہے۔رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے بعد تو اس طریقہ علاج کی افادیت امت اسلامیہ کے لیے رہتی دنیا تک دوچند ہو جاتی ہے:(**ما مررت ليلة أسري بي بملأ من الملائكة إلا قالوا "يا محمد! مُر أمتك بالحجامة"**)(الترمذی ،الطب،باب الحجامة عن ابن مسعودؓ وقال :حسن غریب،ابن ماجه ،الطب،عن أنس ؓ وعن ابن عباس ؓ نحوه ۔ صححه الحاکمؒ و الألبانیؒ) "شب اسراء کے موقع پر میرا گزر جہاں جہاں بھی ملائکہ کے جھرمٹ سے ہوا' تمام ملائکہ یہی کہتے :اے محمد(ﷺ) اپنی امت کو سینگی لگانے کا حکم دیں۔"

آپ ﷺ حسب ضرورت اہتمام سے سینگی لگوایا کرتے تھے۔آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:(**إن أمثل ما تداويتم به الحجامة**......)[بخاری،الطب، باب الحجامة من الداء] "تمہارے لئے بہترین علاج سینگی لگوانا ہے۔"

ان ارشادات عالیہ کی روشنی میں اس بابرکت طب نبوی سے قرون اولیٰ سے اب تک مسلمان مستفید ہوتے رہے ہیں۔ علماءؒ نے اس طریقہ علاج کو سنت قرار دیا ہے،جس میں صحت بھی ہے اور اجر بھی۔

علاج کے اس طریقے کو عربی زبان میں الحجامة ،اردو میں سینگی لگانا یا لگوانا کہا جاتا ہے۔بلتی و قدیم تبتی زبانوں میں "رواژون ما" یا "رواکل با" سے مشہور ہے۔پرانے وقتوں میں عموماً جانوروں کا سینگ استعمال کیا جاتا تھا،اسی لئے سینگی (روا) سے موسوم کیا گیا۔اس طریقہ علاج میں طبیب جسم کے مطلوبہ جگہے پر خراش لگا کر کسی جانور کا سینگ یا بوتل وغیرہ رکھ کر خراب خون کو چوس کر پھینک دیتا ہے۔سینگی لگانے والے کو حــــاجـم اور بلتی،تبتی اور ملحقہ چینی علاقوں میں اَمچی اور راَبا کہا جاتا ہے۔علاج معالجے کی جدید سہولیات کے فقدان کے باوجود لوگوں کی طرف سے پذیرائی نہ ہونے کی وجہ سے اس حکمت کا عامل بلتستان میں خال خال ہی پایا جاتا ہے۔

مسلم اطباءؒ نے طب نبوی کے سلسلے میں مزید تحقیق کی۔رازی و ابن سینا کی طبی تالیفات اس بات کی شاہد ہیں کہ یہ طریقہ علاج کن کن امراض کے لئے مفید ہے اور طریقہ کار کیا ہے۔اکابر حکماءؒ کی تالیفات کے خزانے سے مغرب نے فائدہ اٹھایا اور طریقہ علاج کو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ جدید ناموں سے پیش کیا۔مثلاً چین میں سرکاری سرپرستی میں "آکوپنکچر" رائج ہے۔ جرمنی،کینیڈا اور امریکہ وغیرہ میں پرائیویٹ سطح پر سینگی لگانا جیسے طب نبوی سے ثابت شدہ طریقے پر علاج کو ترجیح دی جارہی ہے۔ عام لوگ سرکاری ڈاکٹروں اور زود اثر ایلوپیتھک ادویات سے مرعوب ہو کر سینگی جیسے سادہ و بے ضرر طریق علاج کو

فرسودہ سمجھتے ہیں۔ اگرچہ جدید نظام علاج نے قدیم طرز کے طبی فارمولوں کو ڈاکٹروں کے منہج سے خارج کر کے سینگی لگانے جیسے مفید ترین طریق علاج کو بھی طب کے دائرے سے نکال کر ہی دم لیا۔ پھر بھی تمام برِاعظموں میں غیر رسمی طور پر سہی، یہی طریقہ علاج اب تک رائج ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مغرب نے بھی طب وصحت کے میدان میں بہت سی مفید خدمات سرانجام دی ہیں، اور انسانیت ان کی ممنون ومشکور ہے۔ مگر اس تلخ حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ ایلو پیتھک دوائیوں کے ذریعے ایک مرض کا علاج ہوتے ہوتے اس کے ری ایکشن سے عموماً دوسری طرف کئی اور امراض پھوٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔

سینگی لگانے کا طریقہ کار:

(ا) سینگی لگانے کا روایتی طریقہ یہ ہے کہ طبیب (اجی) کسی جانور کا سینگ ہموار کاٹ کر اوپر سے سوراخ کرتا ہے۔ پھر علاج کی مطلوبہ جگہ جلد پر سینگی رکھ کر اوپر کے چھوٹے سوراخ سے منہ کے ذریعے ہوا کھینچتا ہے۔ سینگی میں موجود ہوا ختم ہونے کے بعد جلد کے نیچے فاسد خون جمع ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس جگہ کو تھوڑا سا چیر کر اسی سینگ کے ذریعے چوس کر خراب شدہ خون نکال لیا جاتا ہے۔ یہ عمل بار بار دہرایا جاتا ہے۔

(۲) طبیب جسم کے معین جگہ پر موم بتی جلا کر رکھتا ہے، اس کو گلاس یا مناسب برتن سے ڈھانپ لیتا ہے پھر آٹھ دس منٹ کے بعد اٹھا لیتا ہے تو فاسد خون، پیپ وغیرہ پھوٹ جاتا ہے، نہ پھوٹے تو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ ''اوت کلیا'' سے موسوم ہے یعنی بتی چڑھانا۔

(۳) بعض مخصوص امراض میں طبیب سر کے اگلے حصے پر خاص جگہ پر ایک خاص بوٹی کا چھلکا اتار کر جلاتا ہے یہاں تک کہ مریض آگ کا درد اپنے دل میں محسوس کرے۔ اس زخم سے بھی گندہ مواد برآمد ہوتا ہے۔ یہ عموماً یرقان کے مرض میں آزمایا جاتا ہے۔ مفاصل یعنی جوڑوں کے درد میں یہ عمل اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ طریق کار ''ے کلیا'' (آگ سلگانا) سے موسوم ہے۔ بہرحال معالج کا ماہر تجربہ کار ہونا ضروری ہے۔

ہمارے نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: (لکلِّ داءٍ دواءٌ)[مسلم عن جابر، أبو داؤد عن أبي الدرداء نحوه] ''ہر مرض کے لیے علاج ہے۔'' اسی اصول کے تحت طب نبوی میں بہت سی دعائیں اور دوائیں ماثور ہیں۔

ماہرین کی معلومات کے مطابق انسانی جسم کے ہڈیوں کی تعداد 206 ہے، ہاتھ میں 27 ہڈیاں ہوتی ہیں۔ خون 75 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جسم میں گردش کرتا ہے۔ دل ایک منٹ میں 6.5 کلوگرام خون رگوں کو پہنچاتا ہے۔ ہڈیوں کے اس ڈھانچے میں اللہ تعالیٰ نے اعضاء رئیسہ دل، دماغ، جگر، گردہ، پھیپھڑا اور معدہ جیسی خودکار مشینیں نصب کر رکھی ہیں' جو ایک خاص